خلیفہ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، حیات طیبہ کے چند پہلو

محمد عرفان الحق، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

رجب المرجب کا مہینہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ نبی ﷺ کے لائق صد عزت و تکریم صحابہ کرامؓ میں انتہائی اہم مقام و مرتبہ کے حامل امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی ۲۲ تاریخ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے بعد اسلام کے دامن میں ایسا خلا چھوڑ گئے جو تا قیام قیامت پر نہ ہو سکے گا۔ آپؓ کاتب وحی ہیں۔ آپؓ سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے عہد خلافت میں شام اور اس سے ملحقہ علاقوں میں امارت و گورنری کے منصب پر فائز رہے۔ آپؓ تقریباً ۲۰ سال امیر المؤمنین اور خلیفہ رہے اور زائد از نصف کرہ ارض پر پرچم اسلام بلند کیا۔

خاندان:

حضرت امیر معاویہؓ کا خاندان دیارِ عرب کے مشہور قبیلہ ''عبد مناف'' میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ قبیلہ ''عبد مناف'' کی مشہور شاخیں ''بنو ہاشم'' اور ''بنو امیہ'' ہیں۔ قبیلہ ''بنو ہاشم'' جناب سید الکائنات نبی اقدس ﷺ کی ذات بابرکات کی وجہ سے تمام قبائل پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور شرف و فضیلت میں اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہے۔ اور قبیلہ ''بنو عبد شمس'' اور ''بنو امیہ'' وغیرہ اپنی جگہ پر صاحب فضیلت ہیں لیکن ''بنو ہاشم'' کے بعد ان کا مقام ہے۔ حرب بن امیہ اور عبد المطلب بن ہاشم باہم دوست اور ہم نشین تھے اور ان میں بڑی الفت اور محبت تھی اس طرح حضرت ابوسفیانؓ بن حرب اور حضرت عباسؓ بن عبد المطلب میں باہمی تعلق اور دوستانہ مراسم تھے۔ (تاریخ الامت، ج ۲، ص ۱۷۴) یہی حال قرابت داریوں کا بھی تھا کہ حضور ﷺ کی دو پھوپھیاں بیضا بنت عبد المطلب کریز بن ربیعہ اموی کے عقد میں اور سیدہ صفیہؓ بنت عبد المطلب حارث بن حرب اموی کے نکاح میں تھیں۔ (انساب الاشراف، بلاذری، ج ۱، ص ۱۸۸)

خود حضور ﷺ کی تین صاحبزادیاں سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ امویوں کے ہی نکاح میں تھیں۔ حضرت معاویہؓ کی بہن اور حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہؓ حضور ﷺ کی زوجیت میں تھیں۔ یعنی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے دونوں فرزند حضرت یزید رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خدمت نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اعزاز و اکرام فرماتے ہوئے اعلان کروا دیا کہ جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے، اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے، اپنے ہتھیار

پھینک دے، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ (المنتقیٰ من منهاج الاعتدال، فصل ثانی، روی جدنا عن جبرئیل عن الباری و فصل ثانی فی امامة علی رضی اللّٰہ عنه) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا بھی بڑی فضیلت والی صحابیہ ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش ہوئے، اس موقع پر نبی علیہ السلام نے سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے لیے ''مرحبا'' کا لفظ بھی ارشاد فرمایا۔

برادر امیر معاویہؓ سیدنا یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما:

''آپ بھی سوار ہو جائیں یا مجھے بھی پیدل چلنے کی اجازت دے دیں''۔ جواب ملا: ''مجھے سوار ہونے اور تمہیں پیدل ہونے کی ضرورت نہیں، میں تو ہر قدم کو راہ باری تعالیٰ میں شمار کر رہا ہوں''۔ وہ دونوں پر وقار انداز میں آہستہ رفتار کے ساتھ شہر سے باہر جانے والے رستے پر چل رہے تھے۔ ایک شخص پیدل اور دوسرا سوار تھا۔ پیدل چلنے والا شخص اپنے سوار ساتھی کو ایسے نصیحتیں کر رہا تھا جیسے کوئی شفیق باپ اپنے بیٹے کو لمبے سفر پر رخصت کرتے وقت نصیحت کرتا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا: ''تمہیں شام میں تارک الدنیا راہب ملیں گے تم ان سے تعرض کرنا نہ ہی ان کی رہبانیت سے۔ بیچ سے سر منڈانے والے لوگوں سے اگر جنگ میں واسطہ پڑے تو ان کے سر کے اسی حصہ پر تلوار کا وار کرنا''۔ سوار انتہائی انہماک سے یہ ہدایات سنتا جا رہا تھا۔ پیدل شخص خلیفۂ رسول، خلیفۂ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ تھے جنہوں نے حضرت سیدنا یزیدؓ کو شام کی طرف لشکر کشی کرنے والی فوج کا امیر مقرر کیا تھا اور اب حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ کو الوداع کہنے کچھ دور، اُن کے ساتھ چل رہے تھے۔

سیدنا یزیدؓ صاحب دارالامن سیدنا ابوسفیانؓ کے بڑے بیٹے اور امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ آپؓ کی کنیت ابو خالد اور لقب ''خیر'' تھا۔ آپؓ انتہائی متقی اور سلیم الطبع شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے لقب کی وجہ سے حضرت اقدسؓ 'یزید الخیر' کے نام سے مشہور تھے۔ غزوۂ حنین میں نبی اکرم ﷺ کی معیت میں کفر کے مقابلہ پر آئے۔ نگاہ محمد مصطفی ﷺ، سیدنا یزیدؓ کی خداداد صلاحیتوں کو بھانپ چکی تھی اسی لیے آپ ﷺ نے بنی امیہ کے اس ممتاز اور اعلیٰ صفات وصلاحیت کے مالک صحابی کو بنی فراس کی امارت سونپ دی۔ سیدنا ابوسفیانؓ کے قابل قدر فرزند اور امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی سیدنا یزید الخیرؓ نے کفار کے خلاف جہاد میں سیدنا خالدؓ بن ولید سیف اللہ، فاتح مصر سیدنا عمروؓ بن العاص اور امین الامت سیدنا ابوعبیدہؓ بن الجراح من عشرہ مبشرہ کی معیت میں شجاعت وتدبر سے پُر وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے جو کہ آب زر سے تحریر کرنے کے لائق ہیں۔ آنجنابؓ کی دی ہوئی مدبرانہ تجاویز سے فتوحات شام میں زبردست مدد ملی۔ بصرہ، اجنادین اور اردن کی مہمات میں حضرت یزیدؓ بھی قدم بہ قدم شامل رہے۔ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں ۱۸ھ کے اواخر یا ۱۹ھ کے اوائل میں سرزمین شام پر یہ عبقری شخصیت سیدنا ابو خالد یزید الخیرؓ بن ابی سفیانؓ، دنیا سے رخصت ہوئی۔

سیدنا امیر معاویہؓ کی نبی علیہ السلام سے رشتہ داریاں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔اس وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امت مسلمہ کے ماموں بھی کہلاتے ہیں۔اسی لیے آپؓ کو خال المؤمنین کہا جاتا ہے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''برادر نسبتی'' ہیں بلکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''ہم زلف'' بھی ہیں، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قریبۃ الصغریٰ رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔

سیدنا امیر معاویہؓ کا نبی علیہ السلام کے بال مبارک تراشنا:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک بھی تراشے۔صحیح بخاری میں کتاب الحج کے باب الحلق و التقصیر عند الاحلال میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے جس میں آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مشقص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تراشے تھے۔مشقص سے مراد تیر کی پیکان یا بھال ہے نیز عربی میں مشقص چوڑے پھل والے تیر کو بھی کہا جاتا ہے۔تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سن ۷ ہجری کا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا اور حالت احرام سے نکلنا چاہ رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر قصر کروایا جب کہ یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق، حج کے موقع پر کروایا تھا۔اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک عمرہ کے وقت کترے تھے اور یہ عمرۃ القضاء کا موقع تھا۔سیرت معاویہؓ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آں جناب رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن محفوظ رکھے ہیں، میری وفات کے بعد ان بالوں اور ناخنوں کو میرے چہرے پر رکھ مجھے دفن کیا جائے۔

سیدنا امیر معاویہؓ بحیثیت کاتب وحی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاں دیگر کاتب حضرات تھے وہاں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے صدق و امانت کے پیش نظر کتابت کے منصب سے سرفراز کیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں ان کا خاص مقام تھا۔یہ امر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلاحیت وصداقت اور امانت کی دلیل ہے۔نیز یہ امر نگاہ رسالت میں آں موصوف رضی اللہ عنہ کے معتمد ہونے کا واضح ثبوت ہے۔قرآن مجید کی حفاظت میں ایک اہم سبب ''کتابتِ وحی'' ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک جماعت مقرر کر رکھی تھی جو کہ ''کاتبین وحی'' تھے۔ان میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا چھٹا نمبر تھا۔

کتابت وحی کے منصب پر تقرر کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کے بعد دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ کتابت وحی کا اہم فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ یہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما دن رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔ کاتبان وحی کو درج ذیل قرآنی صراحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی فضیلت کے لیے یہی ایک چیز کافی ہے کہ قرآن کریم کی سورۂ عبس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة بایدی سفرة کرام بررة

''لکھا ہے عزت کے ورقوں میں اونچے رکھے ہوئے، نہایت ستھرے ہاتھوں میں لکھنے والوں کے،
جو بڑے درجہ کے نیک کار ہیں''۔ (ترجمہ از معارف القرآن، مفتی محمد شفیع)

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت صدیقی میں:

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں حاضر ہوئے اور مسیلمہ کے قتل میں بھی شامل تھے۔ صدیقی دور میں علاقہ شام کی طرف مسلمانوں کے مختلف جیوش اور عسا کر وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ارسال کئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ کے بڑے فرزند حضرت یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو شام کی طرف صدیقی دور میں مہمات سر کرنے کے لئے بھیجا گیا اور ان کے ساتھ دیگر صحابہؓ بھی ان مہمات میں شامل تھے۔ بعض دفعہ یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو مزید کمک کی ضرورت پیش آئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے بعد دوسرے شامی لشکر کے امیر بنائے گئے۔

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت فاروقی میں:

فتح مرج کے بعد آپؓ نے اپنے بھائی یزیدؓ بن سفیانؓ کے ساتھ شام کے مضبوط قلعے قلعہ صیداء، عرفہ، جبیلی اور بیروت کی تسخیر کے لئے پیش قدمی کی۔ عرفہ کے قلعہ کو فتح کرنے کیلئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جان جوکھوں میں ڈال دی۔ ان قلعوں کی فتح نے حضرت عمرؓ کو بہت متاثر کیا انہوں نے خوش ہو کر آپؓ کو اردن کا گورنر مقرر کر دیا۔ قبل ازیں جو علاقے رومیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے، آپؓ نے وہ دوبارہ چھین لیے اور وہاں اسلامی شوکت وحشمت کا پھریرا لہرا دیا۔

شام کی فتوحات میں فتح اردن ۱۵ھ میں ہوئی، یہ ایک مشکل مہم تھی۔ اس موقع پر لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص اس موقعہ پر امیر الافواج تھے لیکن ابوعبیدہؓ بن الجراح امیر الامراء تھے۔ جب سواحل اردن کا معاملہ پیش آیا تو حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو کمک بھیجنے کے لئے لکھا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو ان کی طرف بھیجا اور ان کے ساتھ مقدمۃ الجیش پر سیدنا معاویہؓ نگران تھے۔

فتح دمشق کے ساتھ ہی اس علاقے کے سواحل صیداء، عرفہ، جبیل بیروت وغیرہ کی طرف اسلامی فوجوں نے توجہ کی اور ان علاقوں کو بڑی کوششوں سے فتح کیا۔ اس موقع پر لشکر کے مقدمۃ الجیش پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی

کمان میں یہ فتوحات کثیرہ ہوئیں۔خصوصاً عرفہ کی فتح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوشش سے ہوئی۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ نے قیساریہ کی مہم سر کرنے کے لیے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔قیساریہ بحیرہ روم کے ساحل پر بڑا عظیم الشان شہر تھا۔اس کی عظمت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے شہر پناہ پر ایک لاکھ سپاہی رات کو پہرہ دیا کرتے تھے اور اس میں تین سو بازار تھے۔ چنانچہ اس عظیم شہر کو فتح کرنے کے لئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ۱۵ہزار کا لشکر پہلے ہی سے خیمہ زن تھا چونکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اول درجہ کے منتظم جنگ تھے۔اس لیے فوج کی ترتیب اس انداز سے کی گئی کہ جب جنگ چھڑی، گھمسان کا رن پڑا اور چند روز کی لڑائی کے بعد دشمن کو پسپا کر دیا گیا۔اور وہ شکست کھا کر شہر بند ہوگئے،سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر شہر کا محاصرہ کرلیا۔آخر ایک دن رومی بڑے جوش وخروش کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر لے کر نکلے اور بڑی خون ریز جنگ کے بعد وہ میدان جنگ سے ہٹے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔اس جنگ میں ۸۰ ہزار رومی مارے گئے اور اس کے فتح ہونے کی خبر امیر المومنینؓ نے سنی تو زبان مبارک سے بے ساختہ اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا۔تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ اس فتح سے رومیوں کے دلوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ دوبارہ سر اٹھا نہ سکے۔

فاروقی دور میں فلسطین کے علاقہ میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور بہت سے علاقے اہل اسلام نے فتح کیے۔ ان مواضعات میں عسقلان کی فتح کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے والی شام کو ایک مکتوب ارسال کیا کہ عسقلان کی طرف توجہ دیں اور اسے فتح کرنے کی سعی کی جائے۔ چنانچہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کے اس حکم کی تعمیل میں عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کرلیا۔اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص نے عسقلان کو فتح کیا تھا اور جب آپؓ اسے فتح کرنے کے بعد واپس ہوئے تو اہل عسقلان کی رومیوں نے مدد کی اور انہوں نے نقض عہد کر دیا اور باغی ہوگئے۔ان حالات کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے دوبارہ فتح کیا۔پھر وہاں اپنی افواج کو ٹھہرایا اور حفاظتی دستے متعین فرمائے۔

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت عثمانی میں:

۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپؓ نے بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق کا عامل بنائے رکھا بلکہ ان کی ذہانت وفراست اور حربی صلاحیت دیکھ کر پورے شام کا گورنر بنا دیا۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر دیا اور آزمودہ جرنیلوں کو فوج کی کمان سپرد کی اور ان کو مختلف مقامات پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔اس سلسلے میں سب سے پہلے طرابلس اور شام فتح ہوا۔اس کے بعد خود ۲۵ھ ایک لشکر جرار کے ساتھ آگے بڑھے اور انطاکیہ،طرطوس،شمشاط،اور ملعلیہ تک کے علاقے فتح کرتے ہوئے عموریہ تک چلے گئے اور یہاں نئی بستیاں بسائیں،متعدد قلعے تعمیر کرائے،فوجی چھاؤنیاں بنوائیں اور مسلمانوں کو لا کر بسایا۔

کم لوگوں کو علم ہوگا کہ بحری بیڑے کے موجد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک سیرت نگار لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فطرت عالمگیر تھی۔ ان کی ہمت عالی کا تقاضا یہ تھا کہ ایشیاء سے نکل کر یورپ وافریقہ پر حملہ ممکن نہ تھا جب تک کہ بحری بیڑہ نہ ہو۔ آپؓ کی دوراندیشی اور فراست ایمانی کا یہ فیصلہ تھا کہ اگر اسلام کو بہ حیثیت ایک نظام حیات دنیا پر غالب کرنا اور روم کی غیر اسلامی شوکت وسطوت کو اپنے پاؤں تلے کچلنا ہے تو اس کے لیے بحری بیڑہ وجود میں لانا پڑے گا۔ چنانچہ آپؓ نے عہد فاروقی میں اس کا اظہار کیا تھا جسے بعض وجوہ کی بنا پر حضرت عمرؓ نے منع کیا۔ پھر آپؓ نے عہد عثمانیؓ میں پہلا اسلامی بیڑہ بحیرہ روم میں اتارا اور کچھ ہی دنوں میں افریقہ اور یورپ کی وسیع سرزمین پر اسلامی جھنڈا لہراتا ہوا نظر آیا۔

۲۵ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے قلعوں کو فتح کیا اور مورخین لکھتے ہیں کہ ۲۷ھ میں آپؓ نے قنسرین کو بھی فتح کرلیا اور بعض مورخین کا قول ہے کہ ۲۷ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص فتح کرلیا تھا۔ اکابر علماء نے لکھا ہے کہ معرکہ قبرص میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بذات خود شرکت فرمائی، آپؓ کی اہلیہ فاختہ بنت قرظ بھی تھیں۔ اس معرکہ میں آپؓ کے ساتھ اکابر صحابہ جن میں حضرت ابوذر غفاریؓ، ابو درداؓ، شدادؓ بن اوس اور عبادہؓ بن الصامت، حضرت مقدادؓ بن اسود، حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی شریک تھے۔ حضرت عبادہؓ کی اہلیہ ام حرامؓ بنت ملحان ان کے ساتھ تھیں جن کے متعلق حدیث صحیح میں ایک پیشگوئی جناب نبی کریم ﷺ کی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے خواب سے بیدار ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری غزوات کرے گا انہوں نے اپنے اوپر جنت کو واجب کرلیا۔ اس ارشاد کے سننے پر حضرت ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ کیا میں ان میں شامل ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان میں داخل ہو۔

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت علوی میں:

اسلام دشمنی سے لبریز یہودی شرارتی ذہن کی ناپاک سازشوں اور چالوں کی وجہ سے سیدنا علی مرتضیٰؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کے مابین اختلافِ رائے کو کافی حد تک بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا حالانکہ بات صرف یہ تھی کہ سیدنا علیؓ کا خیال تھا کا بیعتِ خلافت کے قیام کے بعد قاتلین عثمانؓ کی سرکوبی کی جائے جبکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس حق میں تھے کہ پہلے قصاص عثمان غنی لیا جائے پھر بیعت لی جائے۔ اس اختلاف میں کافی عرصہ گزرا اور کئی شورشیں دشمنوں کی طرف سے کی گئیں جس کے نتیجہ میں تاریخ میں کئی ایسے واقعات درج کر لیے گئے کہ جو ناموس صحابہؓ کے بالکل برعکس ہیں۔ انہی سازشوں کی بدولت خوارج کا فتنہ اٹھا اور سیدنا علیؓ کی شہادت بھی ایک خارجی ابن ملجم کے ہاتھوں ہوئی۔

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت حسنی میں:

شہادت علیؓ کے بعد سیدنا حسنؓ بن علیؓ ۶ ماہ کے لیے خلافت پر متمکن ہوئے مگر اپنی دوراندیشی اور صحابیت کے مقام کی سربلندی اور دانائی کے باعث آپؓ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی اور نبی ﷺ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ ''یہ میرا بیٹا سید ہے۔ خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا'' (فتح الباری)۔

خلافت امیر معاویہؓ:

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت اسلام میں بڑا اہم دور ہے۔اس دور میں اسلام کو کامل فروغ حاصل ہوا۔ دین وشریعت کے تمام شعبوں میں ترقی ہوئی اور اس عہد کے باقی مخالف ادیان یہود و نصاریٰ وغیرہ پر اسلام غالب آ گیا اور اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ عظیم سلطنتوں کا زور ٹوٹ گیا۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کی اوصاف حمیدہ سے عبارت مبارک زندگی کے تمام حالات خصوصاً فتوحاتِ معاویہؓ کا مکمل تذکرہ ان قلیل صفحات میں کرنا ممکن نہیں لہٰذا مختصراً اجناب معاویہ رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

فتوحات:

امت مسلمہ کے متفقہ اور اجماعی خلیفہ کے منصب پر متمکن ہونے کے بعد سب سے پہلے امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خوارج کا قلع قمع فرمایا۔اور پھر شرقی ممالک ،خراسان، ترکستان، سجستان، سمرقند و بخارا جیسے اہم علاقوں اور خطوں کو فقط اعلاء کلمۃ اللہ کے جذبۂ ایمانی سے فتح کیا اور یہاں خلافت اسلامیہ کا پرچم لہرایا۔ پھر قندھار، ہندوستان کے کئی علاقوں کو خلافتِ اسلامیہ میں ضم کیا۔ پاکستان میں چارسدہ کے علاقہ میں ''اصحاب بابا'' کے نام سے مشہور قبر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں یہاں بھیجے ہوئے ایک مجاہد صحابیؓ کی ہے۔فتوحات کا سلسلہ بڑھتا گیا اور بلاد روم، قسطنطنیہ، روڈس، قلعۂ کمخ، بلاد افریقہ، قیروان، جلولاء، قرطاجنہ اور جزیرۂ قبرص جیسے اہم علاقے خلافتِ اسلامیہ میں شامل ہوتے چلے گئے۔ یہ بھی خیال رہے کہ قیساریہ کا مشہور شہر جس کے صرف دیواروں پر ایک لاکھ پولیس پہرہ دیا کرتی تھی، بھی سیدنا معاویہؓ کی اعلیٰ بصیرت وسیاست کے نتیجہ میں فتح ہوکر خلافت اسلامیہ میں داخل ہو۔اپنی وفات تک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۶۵ لاکھ ۶۴ ہزار مربع میل کے رقبہ پر دین اسلام کا جھنڈا اگاڑا۔

سفر آخرت:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تجہیز وتدفین کے متعلق ہدایات دیں کہ ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک کرتا مرحمت فرمایا، جسے میں نے اپنی جان کے برابر حفاظت سے رکھا ہے،اب یہی میرا کفن ہوگا۔حضور انور ﷺ کے کچھ تراشے ہوئے ناخن اور ریش مبارک کے کچھ بال میں نے شیشی میں حفاظت سے رکھ چھوڑے ہیں، یہ آنکھوں پر رکھ دینا بس یہی میرے لیے کافی ہیں۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ کلمہ توحید زبان پر آ گیا اور ۲۲ رجب ۶۰ ھ بمطابق 17 اپریل 680ء کو فضل و کمال اور رشد وہدایت کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا اور حسبِ وصیت اور تبرکات جو آپؐ نے محفوظ کیے ہوئے تھے،کفن میں شامل کئے گئے۔ جب تجہیز وتکفین کے مراحل طے ہو چکے تھے تو نماز ظہر ادا کرنے کے بعد حضرت ضحاکؓ بن قیس نے نماز جنازہ جامع مسجد دمشق میں پڑھائی اور انہیں دارالامارۃ دمشق جسے الخضراء کہتے ہیں، میں دفن کیا گیا۔

☆......☆......☆